حضور انور سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی امریکہ میں آمد اور ہماری ذمہ داریاں

سید شمشاد احمد ناصر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ، ڈیٹرائیٹ امریکہ

جماعت احمدیہ امریکہ کی یہ بہت بڑی سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس ہم عاجزوں کی روحانی تشنگی کی سیرابی کے لئے امریکہ تشریف لارہے ہیں اس موقعہ پر ہم اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی خدمت میں دل کی گہرائیوں اور دعاؤں سے آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اَھلاً و سھلاً وَ مرحباً کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور کے دورہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے ہمیں پورے طور پر آپ کی ساری باتوں، نصائح اور ہدایات کو سن کر عمل کرنے کی کماحقہٗ توفیق عطا فرمائے جن کی ایک جھلک ہی روح اور ایمان میں تازگی اور بشاشت کا موجب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰادِقِیْنَ کے تحت صحبت صالحین کا نہایت عمدہ موقع عطا کیا ہے اور پھر اس سے بہتر اور مناسب کون سا موقع ہوگا کہ خود خدا تعالیٰ کا خلیفہ ہم میں موجود ہوگا جس کی موجودگی میں ہر شخص اللہ تعالیٰ سے اپنا قُرب بڑھا سکتا ہے اور اس کی باتوں اور صحبت سے ایمان میں، علم اور ایقان میں ترقی نصیب ہو سکتی ہے۔ خلافت تو اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے کہ جس کے لئے اس وقت بھی کروڑوں ترس رہے ہیں کہ خلافت ہونی چاہیئے مگر وہ مان نہیں رہے کہ خلافت ہے، لیکن خدا تعالیٰ نے یہ انعام صرف اور صرف ہم احمدیوں کو عطا فرمایا ہے۔ اب اس سے فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔

بلاشبہ آپ کی باتیں اور خطبات سُن کر یقیناً ہر شخص میں ایسا جوش، جذبہ اور ولولہ پیدا ہوتا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کاربند ہونے کی صلاحیت تیز ہوگی اور پھر اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشن میں کامیابی ہوگی۔ ان شاء اللہ

1۔ یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ جو ایک جماعتی رسالہ میں شائع ہوا تھا۔ آسٹریلیا کے ایک نوجوان نے مکرم و محترم محمود احمد صاحب مرحوم سابق امیر مبلغ انچارج آسٹریلیا کو اپنا ایک فارم دیا جس پر اُن کی تصدیق چاہئے تھی۔ یہ نوجوان جلسہ سالانہ برطانیہ میں شامل ہونے کے لئے وہ فارم لے کر آئے تھے۔ اس پر محترم امیر صاحب محمود احمد صاحب (جو بنگالی صاحب کے عرف سے بھی مشہور تھے) نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم یوکے کیوں جارہے ہو اس نے جواب دیا کہ حضور کے جلسہ کے خطابات سننے اور حضور انور سے ملاقات کرنے جارہا ہوں۔ اس پر محترم امیر صاحب نے دوسرا سوال کیا کہ کچھ عرصہ پہلے حضور انور یہاں خود آسٹریلیا تشریف لائے تھے، اس وقت حضور نے جو ہدایات دی تھیں آپ کو وہ معلوم ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ تو محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ جب حضور انور بنفس نفیس یہاں آسٹریلیا آئے تو تم نے اُن باتوں کو اور نصائح کو بھلا دیا جو آپ نے بیان کی تھیں اب تم کہتے ہو کہ میں آپ کی باتیں سُننے اور ملاقات کرنے لندن، یوکے جاتا ہوں۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ میں تمہاری حوصلہ شکنی نہیں کر رہا کہ تم نہ جاؤ۔ بلکہ سمجھا رہا ہوں کہ جب یہاں آکر حضور نے ہمیں نصائح کیں تو اُن کو بھی تو یاد رکھو۔ اس واقعہ کے لکھنے کا مقصد بھی یہی ہے جو محترم مولانا محمود احمد صاحب مرحوم نے اس نوجوان کو سمجھایا اور وہ یہ ہے کہ اب ہمارے حضور خود بنفس نفیس یہاں امریکہ کے احمدیوں کو ملنے اور اُن کی تربیت کرنے انہیں نصائح سے نوازنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں اس لئے یہاں ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ دل و جان سے اُن باتوں کو سنے اور عمل کرنے کا تہیّہ اور عزم ابھی سے کرے۔

امریکہ کوئی چھوٹا ملک نہیں ہے۔ یہ بذات خود اپنے حدود اربعہ میں ایک پوری دنیا سمیٹے ہوئے ہے۔ کئی ملکوں بلکہ خود ملک کے اندر ایک گھنٹہ۔ دو گھنٹہ اور تین گھنٹہ کے وقت کا بھی فرق ہے۔ مسافت بھی ہزاروں میل دُور کی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ آسکتے ہیں اور کچھ سفر اختیار نہیں کر سکتے ہونگے۔ سب کے لئے حاضر ہونا بھی ناممکن ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے جو MTA کی نعمت دی ہے اس سے استفادہ کریں اور حضور انور کے خطبات، خطابات، کلاسز، ملاقاتیں جو بھی نشر ہوں اُن کو پوری توجہ اور انہماک سے دیکھیں اور فیملی کے ساتھ دیکھیں تا کہ ہر شخص کو پتہ لگ سکے کہ ہمارے حضور ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں اور ہماری تربیت کا آپ کو کس قدر فکر ہے اور اس کے لئے آپ بار بار ہمیں جن باتوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اُن پر عمل کرنے کی سعی کریں۔

2۔ اس ضمن میں ایک اور واقعہ بھی یاد آیا۔۔۔ یہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے پہلے روز خطبہ جمعہ میں بیان فرمایا تھا اور یہ الفضل انٹرنیشنل 24/اگست تا 30/اگست 2018ء کے صفحہ 7 سے لیا ہے۔ حضور انور نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"جو لوگ اپنی گاڑیوں پر آتے ہیں وہ انتظامیہ سے تعاون کریں اور جہاں اور جس طرح گاڑی پارک کرنے کے لئے کہا جائے اسی طرح کریں۔ پارکنگ میں بعض دفعہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، بعض ضد کرتے ہیں اور اپنی مرضی کی پارکنگ کرنے کے لئے کارکنوں سے الجھ پڑتے ہیں۔

اس سے انتظام خراب ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ باتیں رِسک (Risk) کا ذریعہ بھی بن جاتی ہیں۔۔۔ اسی طرح یہاں ۔۔۔ جو مسجد فضل میں نماز پڑھنے آتے ہیں۔۔۔ اُن کو بھی یاد رکھنا چاہئے۔۔۔ وہ بھی اپنی کاریں ایسی جگہ کھڑی کریں جہاں ہمسایوں کے راستے نہ رُکیں۔ اُن کے گھروں کے راستے نہ رُکیں اور انہیں تکلیف نہ ہو۔۔۔ ہمارے ہمسائے یہ شکایت کرتے ہیں کہ تم لوگ اپنی کاریں ہمارے گھروں کے سامنے اس طرح کھڑی کرتے ہو کہ ہمارے راستے بند ہو جاتے ہیں نہ ہم اپنی کار باہر نکال سکتے ہیں نہ گھر کے اندر لا سکتے ہیں، بعض نے تو اس حد تک اظہار کیا۔۔۔ کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہماری راہنمائی کرتی ہے اور تم خلافت کی بڑی باتیں کرتے ہو کہ ہم کیا مانتے ہیں یا تو تمہارا خلیفہ جو ہے وہ ہمسائے کے حق کے بارے میں تمہیں بتاتا نہیں یا تم اس کی بات نہیں مانتے۔ یہ ایسی بات ہے جو ہر ایک کے لئے قابل شرم ہے جو غیر ہمارے بارے میں اظہار کر رہا ہے۔"

حضور نے فرمایا" مجھے تو بہر حال اس بات نے بہت شرمندہ کیا۔ اور بات اُن کی جائز ہے صحیح ہے۔۔۔ اسلام جتنا ہمسائے کے حقوق کے قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے کوئی اور دین اس طرح کھل کر اس کی تلقین نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود اگر ہم میں سے بعض اس پر عمل نہیں کرتے تو قابل شرم ہے اور وہ گناہگار ہیں۔"

حضور نے بڑے درد کے ساتھ یہ نصیحت فرمائی ہے جس کا تعلق صرف انگلستان کے احمدیوں یا کسی خاص ملک کے احمدیوں سے ہی نہیں بلکہ یہ اصولی ہدایت ہے ہر جگہ کے لئے کہ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ یہ اسلامی تعلیم ہے اور یہاں امریکہ میں بھی اس بابرکت آمد کے موقع پر ہر جگہ جہاں جہاں آمد ہو مساجد کے ارد گرد ماحول

میں، سڑکوں پر لوگوں کے گھروں کے سامنے۔ ہر جگہ ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ ٹریفک جام نہ کی جائے بلکہ ورکرز اور کارکنان کے ساتھ جو ڈیوٹی پر ہوں گے پورا پورا تعاون کرنا ہم سب کا فرض ہے۔

دوسرے پھر اسی مضمون میں حضور نے ایک اور بات بیان فرمائی ہے کہ صرف کسی بات کو سُن لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس ہدایت پر جو دی جارہی ہے عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ سمعنا کے ساتھ اطعنا بھی لگا ہوا ہے۔ جس کی پابندی ضروری ہے۔

اطاعتِ امام کے لئے ایک وجد آفرین عارفانہ نکتہ

حضرت مولانا شیر علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ سلسلہ احمدیہ کے نہایت قیمتی وجود تھے۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص ترین رفقاء میں ایک اہم مقام رکھتے تھے۔ 1897ء میں آپ حضور کے حلقہ غلامی میں آئے اور آخر دم تک سلسلہ عالیہ کی گرانقدر خدمات بجالاتے رہے۔ انگریزی ترجمۂ قرآن آپ کی علمی قابلیت اور قرآن فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ 26/ فروری 1936ء کو قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی تکمیل کے لیے قادیان سے انگلستان تشریف لے گئے۔ راستہ میں بمبئی شہر میں مختصر قیام کا اتفاق ہوا۔ جمعہ کا روز تھا۔ مقامی احمدیوں نے آپ سے نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرماتے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ سے اس صاحب عرفان کے انداز فکر اور اسلوب بیان کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ سب جانتے ہیں کہ میں اس جگہ کی مقامی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا۔ میرا آپ لوگوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی تعلق یا شناسائی نہیں حتّٰی کہ میں آپ لوگوں سے ذاتی طور پر متعارف بھی نہیں لیکن بایں ہمہ آپ نے نماز جمعہ کے لیے مجھے اپنا امام بنانا پسند کیا ہے۔ میری یہ خواہش ہرگز نہ تھی، آپ لوگوں نے از خود میرا انتخاب کیا ہے۔ اگرچہ میں ایک معمولی آدمی ہوں اور آپ کو کسی معاملہ میں مکلّف کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا لیکن چونکہ آپ نے آج وقتی طور پر اپنی امامت کے لیے میرا انتخاب کیا ہے اس لیے اب آپ سب پر یہ فرض ہوتا ہے کہ اس نماز میں صدق دل کے ساتھ پورے طور پر میری پیروی کریں۔ آپ سب کو لازمی طور پر میری اقتداء کرنا ہوگی۔ کسی کو چون و چرا کی

مجال نہ ہو گی۔ میری کسی غلطی پر آپ زیادہ سے زیادہ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر نماز میں کوئی غلطی کر جاؤں تو آپ لوگوں کو بھی لازمی طور پر میری اقتداء میں وہ غلطی کرنا ہو گی، کسی کو نکتہ چینی کرنے کا حق نہ ہو گا۔"

پھر اس امر کو بنیاد بناتے ہوئے جو نہایت گہرا عارفانہ نکتہ بیان کیا وہ اطاعت امام کے سلسلہ میں آپ کے دلی کیفیت و جذبات کا دلکش نظارہ کھینچتا ہے چنانچہ فرمایا:

"اس بات کے بیان کرنے سے میری غرض آپ کو یہ نصیحت کرنا ہے کہ ہمارے مذہب اسلام میں جب ایک معمولی آدمی جس کو وقتی طور پر امام بنایا جائے، اس کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے تو اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح جس کے ہاتھ پر ہم سب نے بیعت کی ہوئی ہے، اس کی بہ دل و جان اطاعت اور فرمانبرداری کرنا کس قدر ضروری ہے اور اس سے رُوگردانی کرنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس نکتہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیو۔"

(روایات مکرم خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ایم اے۔ لاہور روزنامہ الفضل ربوہ۔ 23/ اگست 1973ء صفحہ 6)

مقام خلافت:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت حَرِث اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔میں بھی تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

1۔ جماعت کے ساتھ رہو۔

2۔ امام وقت کی باتیں سنو

3۔ اور اس کی اطاعت کرو

4۔ دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو

5۔ اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ پس جو شخص بھی جماعت سے تھوڑا سا بھی الگ ہوا اس نے گویا اسلام سے گُلو خلاصی کرالی۔ سوائے اس کے کہ وہ دوبارہ نظام جماعت میں شامل ہو۔

(مسند احمد صفحہ 130 حدیقۃ الصالحین صفحہ 226)

پس ہم خوش قسمت ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وقت کے امام کو پہچاننے اور اسے ماننے کی توفیق ملی اور ہمیں الٰہی جماعت جسے جماعت احمدیہ کہتے ہیں میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ خدا کرے ہم اب امام وقت کی باتیں سنیں اور اس کی اطاعت کرنے والے بھی ہوں۔

جیسا کہ کئی مرتبہ پہلے بھی لکھا جاچکا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں سعادت نصیب ہو رہی ہے کہ ہمارا خلیفہ ہمارے پاس آرہا ہے اس کی صحبت سے فیض یاب ہونا ہمارے لیے ایک سعادت عظمیٰ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے متعدد مرتبہ جماعت کو خلافت کی اہمیت اور برکات بھی مختلف پیرایہ میں سمجھائی ہیں۔ اور موقع پر فرمایا:

”مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں۔۔۔ اگر یہ باتیں ہر مرد، عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور اُن کے دلوں پر اُن کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔۔۔ پس سب سے اہم ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے۔“

ایک اور جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

1۔ ”خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد۔ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا“

(الفضل قادیان 2 مارچ 1946ء)

2۔ فرمایا ”خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے مُنہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے، جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 24/ جنوری 1936۔ روزنامہ الفضل قادیان 31/ جنوری 1936)

3۔ حضور نے اپنے خطبہ 7/ ستمبر 2018 جرمنی میں بار بار عہدیداران اور ورکرز کو عاجزی انکساری اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے' حضور اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

"میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں، میں تو ایک عاجز، ناکارہ نااہل اور پُر معصیت انسان ہوں، مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی"

(خطاب 27/ مئی 2008 الفضل انٹرنیشنل 25/ جولائی تا 7/ اگست 2008 لندن)

امریکہ جانے والے مبلغ حضرت ماسٹر محمد دین صاحب بی اے کو حضورؓ نے یہ ہدایت دی:

"جو شخص بھی اور جب بھی مسند خلافت پر بیٹھے اس کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں اور یہی روح اپنے زیر اثر لوگوں میں پیدا کریں اسلام تفرقوں سے تباہ ہوا اور اب بھی سب سے بڑا دشمن یہی ہے۔"

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد دوم صفحہ 3)

3۔ شعبۂ مہمان نوازی۔

حضور انور کا بابرکت وجود جہاں بھی جائے، جس ملک میں آپ رونق افروز ہوں، جس شہر میں بھی آپ کا قیام ہو وہاں احمدیوں کا جوق در جوق اکٹھا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ احباب کے دلوں میں جو خلافت کی محبت، عظمت اور احترام ہے اس کا بیان بھی مشکل ہے اور یہی کچھ خلیفۂ وقت کے دل میں ہوتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر جو احمدیوں کے دل میں محبت ہوتی ہے۔

لوگ خلیفۂ وقت کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے گھنٹوں باہر کھڑے رہتے ہیں کہ کب حضور کا گزر ہو اور وہ ایک جھلک دیکھ پائیں۔ اس موقع پر مقامی جماعت میزبانی کے بھی فرض ادا کرتی ہے ڈیوٹیاں لگتی ہیں لنگر جاری ہو جاتا ہے تا کہ کسی کو کسی قسم کی کوئی دقّت پیش نہ آئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے دو تین ہفتہ پہلے جلسہ سالانہ کے ورکرز کے ساتھ میٹنگ کی تھی جس کے آخر میں آپ نے سب کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وزٹ کے دوران جو لوگ بھی آ رہے ہیں وہ سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں۔ اس لئے ہر ایک کی خدمت بلا امتیاز ضروری ہے۔

4۔ امریکہ کی جماعتی ID کے بغیر کوئی داخلہ نہ ہو گا

محترم امیر صاحب کے دفتر سے جماعتوں کو بار بار یہ ہدایت بھی جا چکی ہے کہ احباب جلد از جلد اپنا ID بنوائیں۔ اس کے بغیر کہیں بھی داخلہ کی اجازت نہ ہو گی۔ اس ہدایت پر پابندی لازمی ہے۔ اس لئے ایسے تمام بھائی۔ بہن اور بچے جنہوں نے ابھی تک اپنی فوٹو والا ID یعنی جماعت کا کارڈ (شناختی کارڈ) نہیں بنوایا وہ فوری توجہ فرمائیں۔ پرانا کارڈ بغیر تصویر کے کام نہیں آئے گا بلکہ عورتوں اور بچوں کا بھی تصویری کارڈ بنوانا ہو گا۔ متعلقہ شعبہ دن رات اس کام میں مصروف ہے۔

5۔ ملاقاتیں۔ اور آداب ملاقات

جیسا کہ میں شروع میں بتا چکا ہوں کہ یہ ہماری سعادت اور خوش بختی ہے کہ ہمارے پیارے حضور ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں اور جب سے جماعت احمدیہ امریکہ کے احباب کو اس کا علم ہوا ہے وہ ایک عجیب روحانی سرور اور لذّت سے معمور ہیں اور حضور انور سے اپنی ملاقاتوں کی درخواستیں بھجوا رہے ہیں اس وقت ایک اندازے کے مطابق محترم امیر صاحب کے دفتر میں کم و بیش 2575 سے زائد درخواستیں آ چکی ہیں جن میں آٹھ ہزار سے زائد احبابِ جماعت شامل ہیں۔

اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ یہاں ایک بات کی ضروری وضاحت بھی کر دوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر احمدی کی خواہش ہے کہ وہ حضور سے الگ ملاقات کرے اور حضور سے مل کر اپنی روحانی تشنگی دور کرے۔ مگر ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے۔ وقت کی مجبوری سب سے زیادہ بڑی اور اہم ہے۔ اس لئے ملاقات کے لئے انہیں پہلے رکھا گیا ہے جن کی پہلے کبھی حضور انور سے ملاقات نہیں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جب 1998ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا تو 3/ جولائی 1998ء کو سین ہوزے میں خطبہ جمعہ میں بھی حضورؒ نے اس امر کی طرف یوں توجہ دلائی۔ فرمایا:

"اس ضمن میں ایک اور بات میں امریکہ کی جماعت سے کہنا چاہتا تھا وہ لمبی ملاقاتوں کی معذرت ہے اگرچہ میری خواہش یہ ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی دوستوں سے اور اُن کے بچوں سے ملوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بعض دفعہ ان کی چند لمحوں کی ملاقات بھی ان کی اولاد کے لئے ساری زندگی کے لئے سرمایہ بن جایا کرتی ہے۔۔۔ مگر وہ لوگ جو ملاقات کی خاطر بعض دفعہ گھنٹوں بیٹھتے ہیں ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ اُن کی تکلیف سے زیادہ میرا دل تکلیف محسوس کرتا ہے، مجھے بہت شرم آتی ہے اس بات سے کہ گھنٹوں انتظار کے بعد بے چارے آئے اور کھڑے

کھڑے السلام علیکم۔ چاکلیٹ بچوں کے لئے لو تصویر کھنچواؤ اور رخصت ہو جاؤ۔ اب اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ میرا دل سخت ہے۔ میں ان کی تکلیف کو محسوس کرتا ہوں، گھنٹوں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی تکلیف لمحہ لمحہ میرے دل پر گزر رہی ہوتی ہے اور اس میں کوئی بھی شک نہیں ذرّہ بھی اس میں جھوٹ نہیں ہے۔

مگر میں مجبور ہوں کہ جتنے بھی مل سکتے ہیں ان سے مل کر اُن چند لمحوں میں کوئی ایسی بات کر دوں کہ اُن کی زندگی کا سرمایہ بن سکے اور مجھے پتہ ہے کہ آئندہ جب میں گزر جاؤں گا تو یہ سرمایۂ حیات ہے جو آپ کے بچوں کے کام آئے گا، عمر بھر کا سرمایہ بن جائے گا اگلی نسلوں کے لئے، ان کی صدیاں جو آنے والی ہیں ان سب کا سرمایہ حیات بن جائے گا۔ اس لئے میں ملاقات سے جتنا مرضی وقت گزرے اس سے تنگ نہیں آتا اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام یاد آ جاتا ہے کہ لاتسئم عن الناس۔ لوگوں سے تنگ نہ آ، اب یہ الہام اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ کو ہوا مگر یہ اس زمانے کا نقشہ کھینچنے والا الہام ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو کبھی بھی لوگوں سے تنگ نہیں آئے آپ کی تحریریں پڑھ کر دیکھیں آپ ساری دنیا کو دعوت دے رہے ہیں آؤ۔ غیروں کو بھی دعوت دے رہے ہیں آؤ اور میرے پاس ٹھہرو اور فرماتے ہیں کہ کئی کئی دن ٹھہرو۔ بعض دفعہ جب جانے کا نام لیتے تھے تو آپ کو تکلیف ہوتی تھی کہ نہیں آؤ میرے پاس گھر ہی میں ٹھہرو، گھر مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔

تو لاتسئم عن الناس کا کیا مطلب ہوا کہ لوگوں سے تنگ نہ آ۔ یہ پیشگوئی تھی کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب دل کی خواہش کے باوجود تیرے غلاموں کے لئے ممکن نہیں ہو گا کہ ہر ایک سے مل سکیں، وہ دل سے تنگ نہیں ہوں گے مگر دیکھنے میں یہ نظارہ دکھائی دے گا کہ اتنی مخلوق ملنے والی تو دل میں تنگی ہو سکتی ہے فرمایا لاتسئم عن الناس مسیح موعود کو جو پیغام ہے وہی پیغام آج میرے لئے بھی ہے اور کل کو آنے والے خلفاء کے لئے بھی ہو گا کہ لوگ بڑھیں گے جوق در جوق شوق سے آئیں گے۔ فرمایا

آگے بعض ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں وہ ایک نظر خلیفہ کو دیکھنے کے لئے ترسیں گے اور دیکھیں گے تو اُن کا دل ٹھنڈا ہو گا حالانکہ بعض دفعہ گھنٹوں انہوں نے انتظار کیا ہو گا کہ وہ آئے اور ایک جھلک دیکھ لیں"

(الفضل انٹرنیشنل 21/اگست تا 27/اگست 1998ء صفحہ 9,8)

حضور رحمہ اللہ کے ایک ایک لفظ سے جماعت سے والہانہ محبت کا اظہار ہو رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ وقت کی مجبوری بھی ہے، باوجود خواہش کے۔ سب سے ملاقاتیں ناممکن ہو رہی ہیں۔ اور جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ ''آگے بعض ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں وہ ایک نظر خلیفہ کو دیکھنے کے لیے ترسیں گے'' یہ زمانے بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ملاقات کرنے والے ہزاروں ہیں لیکن وقت کی تنگی کے باعث ایسا ہونا ممکن نہیں۔ اس بات کو بھی سب احمدیوں کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔

ملاقات کے لئے خلفائے کرام کے دل کی کیفیت اور ہدایت:

12 جولائی 1996ء میں حضورؒ نے امریکہ اور کینیڈا کے دورہ فرمانے کے بعد خطبہ جمعہ میں اپنے دل کی کیفیت کا یوں اظہار فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کینیڈا اور امریکہ کے دورے کی توفیق ملی اور اگرچہ مصروفیات بہت زیادہ تھیں مگر حسب توفیق ان کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ہمت عطا فرمائی۔ مگر کمزوریاں بھی رہ جاتی ہیں جو بشری کمزوریاں بھی ہیں اور بعض دفعہ اتفاقات کی کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ بعض انتظامات کے نقص ہیں جو بے اختیاری کے عالم میں ہوتے ہیں، بعض بھول چوک کے نتیجے میں تو یہ تو ممکن نہیں کہ ایسے جلسوں میں جہاں ملک کے طول و عرض سے احباب خلوص کے ساتھ تشریف لائے ہوں ان کی تمام ضروریات کا پوری طرح خیال رکھا جاسکے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ جذباتی تکلیفیں بھی پہنچ جاتی ہیں اور ان کا علم بعد میں ہوتا ہے اس لئے ان کا ازالہ کرنا بھی ممکن نہیں رہتا۔

...... کینیڈا اور امریکہ کے جلسوں میں جو خصوصیت سے میں نے بات محسوس کی بہت سے لوگ جو بہت دور سے تشریف لائے تھے ان کو ملاقات کا موقع نہیں مل سکا یعنی ذاتی ملاقات کا موقع نہیں مل سکا اور اس کے لئے دونوں ممالک نے کچھ قوانین اپنے لئے بنا لیے تھے کہ اس دفعہ ان کو موقع دیا جائے جن کو کبھی بھی ملاقات کا موقع نہیں ملا اور اس پہلو سے اگرچہ ہزارہا ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو خاص طور پر دور سے ملاقات کی نیت سے آئے تھے اور اپنا حق کسی پہلو سے بالا سمجھتے تھے ان کو اس ملاقات نہ ہونے کے نتیجہ میں ٹھوکر لگی، صدمہ پہنچا۔ بعض نے اظہار کیا، بعض کے اظہار ان کے چہروں پر لکھے ہوئے، رستہ چلتے دکھائی دے رہے تھے مگر تکلیف کا بہرحال ایک موقع تھا۔ تو میں ان سب سے معذرت خواہ ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اتنی بڑی ملاقاتوں میں یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص سے ملاقات

ناممکن ہے اور جب ہوتی ہے تو پھر اتنی مختصر ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ملاقات کے بعد جانے والے بڑی حیرت سے دیکھتے ہیں کہ اچھا وقت ختم بھی ہو گیا ہے۔ ہم تو پندرہ سو میل سے آئے تھے یا دو ہزار میل سے آئے تھے تو آپ نے بس اتنا سا ہی وقت رکھا تھا۔ تو میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وقت میں کہاں رکھتا ہوں، وقت تو اللہ نے رکھے ہوئے ہیں۔ مجھے چوبیس (24) گھنٹے کے دن کی بجائے اڑتالیس (48) گھنٹے کا دن دے دیں تو پھر میں آپ کے وقت کو بھی بڑھا دوں گا اور اپنی خدمت کے وقت کو بھی بڑھا دوں گا مگر یہ بے اختیاریاں ہیں۔

ایک طرف یہ مطالبہ کہ ہر ایک سے ملاقات ہو دوسری طرف یہ مطالبہ کہ ہر ملاقات سیر حاصل ہو تو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، ناممکن ہے اور جب میں دیکھتا ہوں بعض خاندان بے چارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہتے ہیں تو مجھے خود تکلیف ہوتی ہے اور شرمندگی محسوس کرتا ہوں کہ یہ بے چارے صرف دو منٹ کی ملاقات کے لئے بیٹھے ہیں۔ مگر وہ دو منٹ کو بڑھانا میرے قبضہ قدرت میں نہیں کیونکہ ایک طرف جب بڑھاؤں گا تو دوسرے بچوں کی دل آزاری ہو گی جو ان کو اور بھی لمبا بیٹھنا پڑے گا اور ان کی ملاقات کا وقت اور بھی مختصر ہو جائے گا۔ اس لئے میں آپ کا وقت بانٹتا ہوں اصل میں۔ میرا وقت تو آپ کے لئے حاضر ہے۔ مگر جو وقت آپ سب کا مشترک ہے اس کو مجھے جس حد تک ممکن ہے انصاف سے بانٹنا پڑتا ہے۔ اب جو آنے والے ہیں وہ بھی اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ملاقاتوں کا جو سلسلہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑھ چکا ہے۔......

ایک اور بات پیش نظر رکھیں کہ ملاقات کوئی ایسا معاملہ نہیں جو انصاف کے دائرے سے تعلق رکھتا ہو، جس میں لازم ہو کہ ہر ملاقات کی خواہش والے کو ملاقات کا وقت دیا جائے۔ جو وقت کی مجبوری ہے اس کے علاوہ بھی بعض تقاضے ہوتے ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ اگر ایک کو وقت دیا گیا اور وہ پہلے سال بھی مل چکا تھا اور دوسرے کو اس بناء پہ وقت نہیں دیا گیا کہ وہ پچھلے سال مل گیا تھا تو یہ ناانصافی ہے۔ ملاقات ایک ذاتی حق ہے اور قرآن کریم نے اس حق کو تسلیم فرمایا ہے اور قرآن کریم نے اس حق کو ہر مومن کے لئے تسلیم فرمایا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو حق خدا تعالیٰ ہر مومن کو دے خلیفہ کو اس سے محروم کر دے اور اس پہ لازم ہو جائے کہ ہر ملاقاتی سے ضرور ملے اور اگر خود اس کو خواہش ہو کسی سے ملنے کی تو وہ اس وجہ سے نہ ملے کہ پھر دوسروں کی دلآزاری ہو گی۔ یہ تو بالکل ایک غلط بات ہے اور قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ اگر تم کسی سے ملنے جاؤ دروازہ کھٹکھٹاؤ، السلام علیکم کہو اگر اجازت ملے تو ملو ورنہ بغیر دل پر

میل لئے واپس لوٹ جاؤ۔ تو ہر شخص کو اگر یہ ملاقات کا حق ذاتی طور پر خدا عطا نہ فرماتا تو ان آیات کے کیا معنی ہیں۔ پس اگر میں ذاتی طور پر کسی سے ملتا ہوں تو اس کو بعد میں طعن آمیزی کا ذریعہ بنانے کا کسی کو حق نہیں ہے کیوں ملتا ہوں، اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض دفعہ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ بعضوں کے مشورے کی ضرورت پڑتی ہے اور، اور بھی بہت سے ایسے ملاقات کے اسباب ہیں جن کا اس وقت احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر متفرق ضروریات ہیں انسان کی اور ان وجوہات سے ملنا پڑتا ہے۔ کسی کو زیادہ وقت دینا پڑتا ہے تو اس میں شکوے کا کوئی حق نہیں۔ جن سے ملاقات ہو جاتی ہے وہ چونکہ محض للہ ہے اس پر بھی شکریے کا محتاج نہیں ہوں۔ میں نے بھی محض للہ کیا، آپ نے بھی محض للہ کیا۔ نہ میں آپ کا ممنون، نہ آپ میرے ممنون مگر شکووں کا بھی مضمون کوئی نہیں ہے یہاں۔......

جلسوں کے وقت جو ملاقاتیں ہوتی ہیں وہاں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ملاقات نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بھی تو ایک ملاقات ہے اور بڑی اہم ملاقات ہے۔ جب سوال وجواب کی مجالس میں ہم اکٹھے بیٹھتے رہے اور بار بار بیٹھتے رہے، ہر ایک کو موقع تھا اٹھ کر سوال کرتا انہوں نے جب اپنی ذاتی باتیں کہنے کی خواہش کا اظہار کیا تو ان کو بھی موقع دیا گیا ہاں آپ کہیں شوق سے، اپنی ضروریات بتائیں۔ **تو اگر یہ ملاقات نہیں تو پھر اور کیا ہے اور اس ملاقات سے تو بہتر ہے جو ٹیلی ویژن کے ذریعے ہوتی ہے۔** وہاں تو یک طرفہ ہے، وہاں ایک طرف سے انسان بات کر سکتا ہے اور دوسری طرف سے ایک بے اختیاری ہے۔ تو یہ کہنا کہ ملاقات سب سے نہیں ہوئی یہ بھی غلط ہے۔ ہوتی رہی ہے، بار بار ہوتی رہی ہے، رستہ چلتے ہوتی رہی ہے، آتے جاتے مسجد میں اور دوسرے مقامات پر ایک دوسرے کو ہم دیکھتے، ایک دوسرے کے ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے رہے تو یہ بھی ملاقاتیں ہی ہیں۔......

دعا کریں اللہ تعالیٰ وقت میں برکت دے اور زیادہ سے زیادہ دوستوں سے ملنے کی توفیق بخشے لیکن اگر نہ ہو سکے تو پھر جلسے کی ملاقات ہی کو ملاقات سمجھیں۔ گھنٹوں جب آپ کے سامنے میں کھڑا ہوتا ہوں، باتیں کرتا ہوں تو وہ ملاقات ہی کی ایک صورت ہے۔"

(خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 537-541)

پس یہی وہ محبت ہے جو ہر احمدی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کے لئے پیدا کی ہے اور اسی وجہ سے لوگ جوق در جوق دور دراز کا سفر طے کر کے ملنے کے لئے، آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے کے

لئے، آپ کی مجالس میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔۔۔اور سینکڑوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کا میں خود چشم دید گواہ ہوں۔ پس آیئے یہ عہد کریں کہ جب کہ ہمارا خلیفہ بنفسِ نفیس ہمیں ملنے کے لئے آرہا ہے تو اس کی ہر بات پر کان دھریں، اس کو سنیں اور ہر بات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں۔ اور انتظامات میں ہر ممکن تعاون کریں۔

آدابِ ملاقات:

اب میں چند عمومی باتیں لکھتا ہوں کہ جن احباب کو ملاقات کی اطلاع دی گئی ہے یا دی جائے گی جب حضور انور سے ملنے کے لئے تشریف لائیں تو آدابِ ملاقات کا بھی خیال رکھیں۔

1۔ داخل ہونے پر ’ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ کہیں۔

2۔ دائیں ہاتھ سے مصافحہ کریں۔

3۔ اندر جانے سے پہلے ہاتھوں کی صفائی اچھی طرح کریں بہتر ہو گا کہ Sanitizer کا استعمال کر کے اندر جائیں۔

4۔ اگر آپ کو نزلہ۔ زکام یا کھانسی ہے یا آپ بیمار ہیں تو مصافحہ سے گریز کریں یہ بہتر ہو گا۔

5۔ سر پر ٹوپی ہو۔ اسی طرح اپنے بچوں کے سر پر بھی ٹوپی پہنائیں۔

6۔ بچیاں سر پر دوپٹہ یا سکارف لیں۔

7 ۔جب حضور انور کسی کو چاکلیٹ یا پین یا کوئی بھی چیز تحفہ / تبرک عنایت فرمائیں تو دائیں ہاتھ سے لیں اور جزاکم اللہ کہیں۔ یہ بات بچوں کو خاص طور پر سمجھانے والی ہے۔

8۔ بچیاں مصافحے کے لئے ہاتھ نہ بڑھائیں۔

9۔ جامعہ کے ایک طالبعلم کی وفات پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لندن میں اُن کے ذکرِ خیر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ جب بھی اس کی ملاقات ہوتی تھی اس دن وہ ناخن بھی تراش کر آتا تھا۔۔۔ یہ بھی بہت ضروری امر ہے کہ آپ کے ناخن نہ بڑھے ہوئے ہوں اور نہ ہی گندے ہوں۔ بعض اوقات ناخن گندے ہونے کی وجہ سے ان سے بدبو بھی آتی ہے۔

10۔ ملاقات کے دوران۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی دعاؤں اور استغفار میں مصروف رہیں۔ اپنے بچوں کو بھی انہی باتوں کی تلقین کرتے رہیں۔ بچوں کو شور کرنے اور ادھر اُدھر نہ بھاگنے کی بھی نصیحت کرتے رہیں۔

11۔ نمازوں کے بعد بیٹھ کر تسبیح و تحمید کریں۔

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرض نمازوں کے بعد بھی کچھ دیر بیٹھ کر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کچھ وقت تسبیح و تحمید میں گزارتے ہیں، اس لیے دوستوں کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی اس امر کا خیال رکھیں۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایک تقریر (قیام نماز،1976 جلسہ سالانہ) سے ایک اقتباس پیش ہے۔ آپ نے صحابہؓ کے ذکر میں فرمایا کہ:

"ایک دفعہ صحابہؓ حاضر ہوئے بعض اور نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کہ جو اہل ثروت ہیں یہ تولے گئے بازی ہم پر۔ بڑے فکر میں ہیں ہم۔ ان کو خدا نے دولتیں دی ہیں ہم کیا کریں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیوں کیا ہوا؟ بتاؤ تو سہی انہوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! دیکھیں ہم بھی نماز پڑھتے ہیں وہ بھی نماز پڑھتے ہیں اور روزے ہم بھی رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں لیکن زکوٰۃ وہ دیتے ہیں ہم دے نہیں سکتے غریب آدمی ہیں۔ خدا کی راہ میں وہ خرچ کرسکتے ہیں ہم نہیں کرسکتے وہ تولے گئے بازی ہمارے اوپر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو دیکھو میں تمہیں ایک ترکیب بتاتا ہوں اس پر عمل کرو تو جو تم پر بازی لے گئے ہیں ان سے جاملوگے یا اور تمہارے بعد تم سے پھر کوئی نہیں مل سکتا۔ آپؐ نے فرمایا نماز کے فوراً بعد مسجد سے نہ نکلا کرو 33 دفعہ سبحان اللہ 33 دفعہ الحمدللہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر کہا کرو انہوں نے شروع کردیا۔" (خطبات طاہر قبل از خلافت صفحہ 289)

12۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (المجادلة 13)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم رسول سے (کوئی ذاتی) مشورہ کرنا چاہو تو اپنے مشورہ سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ پس اگر تم (اپنے پاس) کچھ نہ پاؤ تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”یہ حکم منسوخ نہیں ہوا۔ فرض نہ تھا کیونکہ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ فرمایا۔ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا کے ساتھ وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فرمایا۔۔۔ فرمایا چنانچہ اب بھی صلحاء امت جو حدیث پوچھنے سے پہلے صدقہ کر لیتے ہیں۔“

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی مشاورت منعقدہ 2 اپریل 1941ء کے دوسرے دن۔ ملاقات کے آداب کے سلسلہ میں اس بات کی بھی وضاحت کی کہ خلیفہ وقت کے وقت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا:

”ملاقات کرنے والے دوستوں میں سے کسی نے سوائے ایک کے مقررہ وقت کے زیادہ نہیں لیا۔۔۔ فرمایا میں تو مجبور ہوں اور دفتر والوں کے ہاتھ میں ہوتا ہوں۔ ملاقاتیں ایک کے بعد دوسری ہوتی جاتی ہیں اور میں گھڑی تک نہیں دیکھ سکتا اور ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ سانس لینے کی فرصت نہیں ملتی۔ اس لیے دفتر والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے۔“

(خطابات شوریٰ جلد دوم صفحات 521-522)

حضرت مصلح موعودؓ نے اسی طرح ایک اور موقع پر آداب ملاقات کے بارے میں فرمایا:

”ہمیشہ اسی امر کو مدّ نظر رکھنا چاہیئے کہ جب امام کی مجلس میں امام سے گفتگو ہو رہی ہو تو سب کو خاموش ہو کر سامع کی حیثیت اختیار کرنی چاہیئے اور کبھی اس میں دخل اندازی کر کے خود حصہ نہیں لینا چاہیئے سوائے اس صورت کے کہ خود امام کی طرف سے کسی کو کلام کرنے کی ہدایت کی جائے۔“ (خطابات محمود سال 1933 صفحہ 97)

آپ نے اس ضمن میں مزید فرمایا ”رسول کریم ﷺ کے صحابہؓ کے متعلق ایک حدیث آتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو یوں معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔“ اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ سوال نہیں کرتے تھے۔ ان سے زیادہ ہمیں سوال کرنے والا اور کوئی نظر نہیں آتا، حدیثیں ان کے سوالات سے بھری پڑی ہیں بلکہ اس کے معنی ہی ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کلام کر رہے ہوتے تو وہ ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ اور یوں معلوم ہوتا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اگر انہوں نے ذرا حرکت کی تو پرندے اڑ جائیں گے۔“ (خطبات محمود سال 1983ء صفحہ 98-99)

اسی خطبہ میں حضور رضی اللہ عنہ نے حفظان صحت کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ بھی بیان فرمایا کہ جب مجالس میں آؤ تو نہا دھو کر، صاف ستھرے ہو کر، مسواک یا برش کر کے آؤ۔ بعض اوقات لوگ کچا لہسن، پیاز یا ایسی ہی کوئی اور بدبودار چیز کھا کر آجاتے ہیں جس سے مجلس میں تعفن پیدا ہو جاتا ہے اور بعض لوگ اسے بالکل برداشت نہیں کر سکتے۔ اگرچہ یہ چیزیں اپنی ذات میں مضر نہیں لیکن ان کی بو سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ ان کے کھانے سے فرشتے نہیں آتے۔" (صفحہ 101)

آخری اور اہم گزارش

ہمیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کا ہتھیار دیا ہے ابھی سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جائیں کہ یہ دورہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو، اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کی بھی پردہ پوشی فرمائے اور خدا کرے کہ یہ دورہ اور سفر ہر لحاظ سے ہمارے امام کی توقعات کے عین مطابق ہو۔ اور سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کی لڑی میں پروئے رکھے۔ خلافت کے ذریعہ جو ہم میں پیار و محبت اور اکائی پیدا ہوئی ہے اسے مزید مستحکم فرمائے اور ہمیں خلافت کا صحیح معنوں میں سلطان نصیر بھی بنائے، آمین۔